امام احمد رضا کی ملی واجتماعی ہدایات

ساجد علی مصباحی۔جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نُصلّی ونُسلّم علی رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری حنفی قُدّس سرہ تقریباً چودہ سال کی عمر میں تمام مروّجہ درسی علوم وفنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے اور مسندِ تدریس وافتا کو زینت بخشی۔آپ کی دینی وملی اور علمی وفکری خدمات کا ہر گوشہ اس لائق ہے کہ اسے دیکھا اور پڑھا جائے ، بلکہ اس کی روشنی میں اپنی حیاتِ مستعار کی بہاریں دونوں جہان میں کارآمد ومفید بنائی جائیں ،خصوصاً قومِ مسلم کی تعمیر وترقی اوران کی نجات وفلاح کے لیے آپ نے جوکاوشیں کی ہیں اسے پوری دنیا میں عام سے عام تر کرنے کی ضروت ہے۔

آپ نے اپنی تحریروں کے ذریعہ امتِ مسلمہ کی بے راہ رَوی اور غلط رسم ورواج کو مٹانے کی بے پناہ کوششیں کیں اور گاہے بگاہے ان غیر شرعی امور کے نقصانات بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کے سامنے صحیح راہِ عمل پیش فرمائی ہے۔

اس تعلق سے آپ کی خدمات وہدایات کی چند مثالیں بطور مشتے نمونہ از خروارے ہدیۂ قارئین کرتے ہیں اور تفصیل کے لیے مآخذ کا مطالعہ کرنے کی دعوت پیش کرتے ہیں؛ تاکہ یہ حقائق خودبخود آپ کے سامنے روشن ہوجائیں:

مراسم شادی:

جشن شادی میں دَرآئی غلط رسموں کے تعلق سے ایک استفتا کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

”آتش بازی جس طرح شادیوں اور شبِ برات میں رائج ہے، بیشک حرام اور پورا جرم ہے؛ کہ اس میں تضییع مال ہے۔قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے۔اسی طرح یہ گانے باجے کہ ان بلاد میں معمول ورائج ہیں بلاشبہہ ممنوع وناجائز ہیں،خصوصاً وہ ناپاک وملعون رسم کہ بہت سے احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود، ملاعین بے بہبود سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین وحاضرات کو لچھے دار سنانا، سمدھیانہ کی عفیف وپاک دامن عورتوں کو الفاظِ زنا سے تعبیر کرنا کرانا،خصوصاً اس ملعون، بے حیا رسم کا مجمع زنان میں ہونا، ان کا اس ناپاک ، فاحشہ حرکت پر ہنسنا، قہقہے اڑانا، اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بدلحاظیاں سکھانا، بے حیا، بے غیرت، خبیث، بے حمیت مردوں کا اس شہدہ پن کو جائز رکھنا،کبھی برائے نام لوگوں کو دکھاوے کو جھوٹ سچ ،ایک آدھ بار جھڑک دینا،مگر بندوبست قطعی نہ کرنا، یہ وہ شنیع ،گندی اور مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اترتی ہیں، اس کے کرنے والے، اس پر راضی ہونے والے، اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے، سب فاسق ، فاجر، مرتکبِ کبائر، مستحق غضب جبار وعذابِ نار ہیں، والعیاذ باللہ تبارك وتعالیٰ۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔آمین۔

جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں اور اگر نادانستہ شریک ہوگئے تو جس وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں ، یا ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو تو سب مسلمان مردوں ،عورتوں پر لازم ہے کہ فوراً، اسی وقت اٹھ جائیں اور اپنی جورو، بیٹی، ماں، بہن کو گالیاں نہ دلوائیں، فحش نہ سنوائیں، ورنہ یہ بھی ان ناپاکیوں میں شریک ہوں گے اور غضبِ الٰہی سے حصہ لیں گے۔وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن‘‘۔(فتاویٰ رضویہ، ج۹،ص۷۷، رضا اکیڈمی ممبئی)

عورتوں کا مزاروں پر جانا:

مزار پر عورتوں کے جانے کے سلسلے میں ایک سوال کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا:

''یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں، بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں، سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔ وہاں کی حاضری البتہ سُنّتِ جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآنِ عظیم نے اسے مغفرتِ ذنوب (یعنی گناہوں کی بخشش) کا تریاق بتایا، خود حدیث میں ارشاد ہوا: جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

دوسری حدیث میں ہے: جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بے شک اس نے مجھ پر جفا کی۔ ایک تو یہ ادائے واجب، دوسرے قبولِ توبہ، تیسرے دولتِ شفاعت حاصل ہونا، چوتھے سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلم) کے ساتھ مَعَاذَ اللہ جفا سے بچنا۔ یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنھوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستانِ عرش نشان (یعنی روضۂ رسول کی حاضری) لازم کردی۔ بخلاف دیگر قبور ومزارات ؛ کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود (یعنی غائب) اور احتمالِ مفسدہ (یعنی فساد وفتنہ انگیزی کا اندیشہ) موجود، اگر عزیزوں کی قبریں ہیں تو بے صبری کرے گی اور اولیا کے مزار ہیں تو اندیشہ ہے کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط۔ جیسا کہ معلوم و مُشاہَدہے؛ لھٰذا ان کے لیے طریقۂ اَسلم اِحتراز ہی ہے ؎

بدریا ور منافع بے شمار است　　　اگر خواہی سلامت برکنار است

(یعنی دریا کے اندر اگرچہ منافع بہت موجود ہیں، لیکن اگر سلامتی مقصود ہے تو وہ کنارے پر ہے)۔

(الملفوظ کامل، ص ۲۴۰ ملخصاً، رضوی کتاب گھر، دہلی)

مسلمانوں کے لیے راہِ فلاح ونجات:

جس وقت مسلمان ترکوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے اور سرزمین ہند پر ان مظلوموں کی امداد کی ترکیبوں پر غور کیا جارہا تھا، یورپین مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کی تجویز پیش کی جارہی تھی، اسی وقت یعنی ۱۹/ربیع الاول ۱۳۳۱ھ میں کلکتہ کے ایک صاحب نے اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی بارگاہ میں یہ عریضہ بھیجا: حضور آج کل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے اور امدادِ ترک کا کیا طریقہ ہو؟

اس کے جواب میں آپ نے رسالہ تدبیر فلاح ونجات واصلاح تحریر فرمایا، جو کامل طور پر اسم بامسمّٰی ہے اور یقینا اس میں ایسی ہدایتیں ہیں کہ اگر آج بھی مسلمان ان پر عمل پیرا ہوجائیں تو ان کے لیے اپنی عظمتِ رفتہ کی بازیابی کچھ مشکل نہ ہوگی۔ اس رسالہ کا ایک مختصر حصہ درج ذیل ہے:

''بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں، اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں، ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہتے ہیں تو ان لڑائیوں ہی پر کیا موقوف تھا، ویسے ہی چاہئے تھا کہ:

اولاً: باستثنا ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے، اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ ووکالت میں گھسے جاتے ہیں، گھر کے گھر تباہ ہوگئے اور ہوئے جاتے ہیں محفوظ رہتے۔

ثانیاً: اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے ؛ کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا، اپنی حرفت وتجارت کو ترقی دیتے ؛ کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے۔

ثالثاً: بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کے لیے بنک کھولتے، سود شرع نے قطعی حرام فرمایا ہے، مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں، جن کا بیان کتبِ فقہ میں مفصل ہے اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب ''کفل الفقیہ الفاھم'' میں چھپ چکا ہے، ان جائز طریقوں پر نفع لیتے کہ انھیں بھی فائدہ پہنچتا اور ان کے بھائیوں کی بھی حاجت برآتی اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں بنیوں کی نذر ہوئی چلی جاتی ہے ان سے بھی محفوظ رہتے۔

رابعاً: سب سے زیادہ اہم، سب کی جان، سب کی اصل اعظم وہ دین متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارج عالیہ پر پہنچایا، چاردانگِ عالم میں انکی ہیبت کا سکہ بٹھایا، نان شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک بنایا، اور اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہ ذلت میں گرایا، فإنا لله وإنا إليه راجعون، ولاحول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم.

دین متین علم دین کے دامن سے وابستہ ہے، علم دین سیکھنا، پھر اسی پر عمل کرنا اپنی دونوں جہاں کی زندگی جانتے، وہ انھیں بتادیتا: اندھو! جسے ترقی سمجھ رہے ہو، سخت تنزل ہے، جسے عزت جانتے ہو، اشد ذلت ہے، مسلمان اگر یہ چار باتیں اختیار کریں تو ان شاءاللہ العزیز آج ان کی حالت سنبھلی جاتی ہے۔

اہل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں، اگر میرا خیال صحیح ہوتو ہر شہر وقصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کردیں، پھر آپ کی حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے، یہ خیال نہ کیجیے کہ ایک ہمارے کیے کیا ہوتا ہے، ہر ایک نے یوں ہی سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا، بلکہ ہر شخص یہی تصور کرے کہ مجھ ہی کو کرنا ہے، یوں ان شاءاللہ تعالیٰ سب کرلیں گے، چند جگہ جاری تو کیجیے، پھر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، خدا نے چاہا تو عام بھی ہوجائے گا، اس وقت آپ کو اس کی برکات نظر آئیں گی۔

اے رب ہمارے! ہماری آنکھیں کھول اور اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا، صدقہ رسولوں کے سورج مدینہ کے چاند کا۔ صلی الله تعالیٰ عليه وسلم وعلى آله وصحبه وبارك وكرم. آمين. (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۲، ص ۱۷۷، ملخصاً، رضا اکیڈمی، ممبئی)

شراب نوشی:

ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ جو آدمی شراب پئے وہ کیسا ہے؟

اس کے جواب میں آپ نے احادیث کی روشنی میں جو وضاحت فرمائی وہ تمام مسلمانوں کے لیے درسِ عبرت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"شراب حرام اور پیشاب کی طرح ناپاک اور اس کا پینا سخت گناہ کبیرہ اور پینے والا فاسق، فاجر، ناپاک، بیباک، مردود وملعون، مستحق عذابِ شدید وعقابِ الیم ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین، اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں فرمائیں، ہم یہاں صرف بعض پر اکتفا کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص شراب کے لیے شیرہ نکالے اور جو نکلوائے اور جو پیے اور جو اٹھا کر لائے اور جس کے پاس لائی جائے اور جو پلائے اور جو بیچے اور جو اس کے دام کھائے اور جو خریدے اور جس کے لیے خریدی جائے ان سب پر لعنت ہے۔ (رواہ الترمذی)

ایک دوسری حدیث میں ہے: تین شخص جنت میں نہ جائیں گے: شرابی اور اپنے قریبی رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا"۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۷۴، ملخصاً، رضا اکیڈمی، ممبئی)

سودخوری:

سودخوری معاشرہ کی تباہی وبربادی کا ایک خطرناک ذریعہ ہے، جہاں کے لوگوں میں سودخوری عام ہوجاتی ہے وہاں کوئی دوسرے کو قرضِ حسن دینے کا روادار نہیں ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ باہمی اخوت ومحبت کی جگہ خودغرضی اپنا قبضہ جمالیتی ہے جس کے بھیانک نتائج نگاہوں کے سامنے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ سودخور کا قیامت کے روز کیا حال ہوگا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''ان کے پیٹ ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان، اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو ان کی حالت نظر آئے، ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پناہ میں رکھے۔

حدیث شریف میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے، سود دینے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر، اور فرمایا: وہ سب برابر ہیں، سب ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سود تہتر (۷۳) گناہ کے برابر ہے۔ جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی

اپنی ماں سے زنا کرے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اِس سے روپیہ بڑھتا ہے، مگر یہ خیال باطل ہے؛ کیوں کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ برکت نہیں رکھتا۔
قرآن پاک میں ہے: اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکات کو۔ جسے اللہ مٹائے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے؟۔ حدیث میں ہے: جس نے دانستہ ایک درم سود کا کھایا گویا اس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا۔ (الملفوظ کامل، ص ۲۳۶ ملخصاً، رضوی کتاب گھر، دہلی)

یہ چند مثالیں انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کر دی گئی ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے بیش تر قلمی آثار قوم وملت کی فلاح وبہبود، اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ وبقا کے لیے ہی صفحۂ قرطاس پر نقش ہوئے ہیں اور آپ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر لمحہ اسلام کی سربلندی اور باطل عقائد ونظریات کی تردید میں ہی صرف ہوا ہے۔ ذٰلك فضل الله يوتيه من يشاء ، والله ذو الفضل العظيم.

ساجد علی مصباحی۔ استاذ: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

یہ مضمون عالمی سہارا، نئی دہلی کے اعلیٰ حضرت نمبر مطبوعہ، ۸/مارچ ۲۰۰۸ء، ہفتہ کے صفحہ ۶۷ پر شائع ہو چکا ہے۔